بغداد کی تباہی اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی، ایم بی بی ایس، پاکستان

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے امتحانات لیتا رہتا ہے اور اس کے بندوں پر جب کبھی ابتلاء، آزمائش یا مشکل وقت آتا ہے تو اس کے پیارے بندے صبر کرتے ہیں، عزم وہمت اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ انہیں اجر دیتا ہے۔ عین اس وقت بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بندگانِ خدا کا اس مشکل وقت میں مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں، خوشی کے شادیانے بجا رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تصویریں اُتارتا ہے کہ "وان تصبکم سیئة یفرحوا بھا" (آل عمران: آیت ۱۲۰)، ترجمہ: اگر تمہیں کوئی برائی پہنچ جائے تو وہ اس سے خوش ہوں۔

غزوۂ احد میں دندانِ مبارک شہید ہوں یا واقعۂ کربلا میں خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک میں لت پت ہو، مزاراتِ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم شہید کرنے کا معاملہ ہو یا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے دروازے پر امریکی بمباری کا مسئلہ ہو، یہ لوگ ہر جگہ خوش ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں انبیا واولیا کے اختیارات کی نفی کی یہ بہترین دلیلیں ہیں، اس جماعت کی توحید بزعم خویش ان واقعات سے مضبوط ہوتی ہے، اس لیے اپنی توحید کے عقیدے کی پختگی دیکھ کر یہ خوش ہوتے ہیں، ان کے علاوہ یہود ونصاریٰ، مجوس وہنود اور دیگر شیاطین بھی خوش ہوتے ہیں۔

اس وقت (وہابی ترجمان) ماہنامہ "محدث" لاہور، شمارہ اگست ۲۰۰۳ء کے صفحات نمبر ۹۶-۹۷ میرے سامنے کھلے ہوئے ہیں، جن میں حافظ مبشر صاحب نے پہلے تو سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کو فرضی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، پھر آپ کے مزار مبارک پر لکھے گئے اشعار کو غلط نقل کر کے ان کو شرکیہ قرار دیا؟

پھر سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خداداد اختیارات کا انکار کرنے کے لیے دلیل دینے کی کوشش کی ہے، اس کے بعد شیخ سے روحانی استمداد کی تعلیم کو جھوٹ قرار دیا ہے، ہم حافظ مبشر صاحب کی ان چاروں باتوں کا تجزیہ کر کے اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حافظ مبشر صاحب نے ''الذیل علی الروضتین'' ابوشامہ (پ-۵۹۹ھ/ف-۶۶۵ھ) ''النجوم الزاہرہ'' ابن تغری بردی (ف-۸۷۵ھ) ''شذرات الذھب'' ابن العماد الحنبلی (ف-۱۰۸۹ھ) وغیرہ پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبداللہ بن یونس بغدادی وزیر نے سیدنا جیلانی کی قبر تک کھود ڈالی اور آپ کی ہڈیاں دریائے دجلہ کی لہروں میں پھینک دیں اور کہا کہ وقف کی زمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ یہ بات روایت و درایت کی رو سے مردود ہے، چنانچہ الذیل علی الروضتین، النجوم الزاہرہ اور شذرات الذھب میں یہ روایت یوں درج ہے: ''

و یقال انہ بعث فی اللیل من نبش قبر الشیخ عبدالقادر الکیلانی و رمی عظامہ فی دجلہ و قال ھذا وقف مایحل ان یدفن فیہ احد '' اہل علم جانتے ہیں کہ ''یقال'' (کہا گیا) کی حیثیت کیا ہے؟ یہ نا قابل اعتماد اور نا قابل اعتبار روایت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، ایسی بات کہ جس کا قائل مجہول ہے، نامعلوم ہے، اس کی حیثیت ایک شوشے سے زیادہ نہیں ہے، یہ حافظ مبشر صاحب کا حوصلہ ہے کہ ایک شوشے کی بنیاد پر ہر دور کی ایک متواتر زیارت گاہِ ہر خاص و عام کو فرضی قبر قرار دے رہا ہے، اور ''یقال'' کا لفظ جو اس روایت کا عیبی ہونا ظاہر کرتا تھا، اس کا ترجمہ نہ کر کے اس روایت کا عیب چھپا گیا، روایت کا عیب اور کمزوری چھپانا تدلیس کہلاتا ہے، جس سے ماہنامہ محدث لاہور کی سچائی کا پول کھلتا ہے۔ وزیر عبداللہ بن یونس بغدادی ۵۹۳ھ میں فوت ہوا اور ابوشامہ ۵۹۹ھ میں پیدا ہوا، اتنے قریب دور کا شخص تحقیق نہ کر سکا کہ کس نے کہا ہے، قائل مجہول رہا، مجہول و نامعلوم پر اعتماد کر کے متواتر و یقینی بات کو جھٹلانا جہالت ہی نہیں حماقت بھی ہے۔ پھر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور (عربی) صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ پر روایت سے ثابت کیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ شہید، موذن اور حافظِ قرآن کا جسم بھی قبر میں محفوظ رہتا ہے، کیا ماہنامہ محدث لاہور کی جماعت انہیں ان مذکورہ حضرات جیسا بھی نہیں مانتی؟ والی اللہ المشتکی۔

رہ گئی وقف میں مدفون ہونے کی بات تو اس کی حیثیت بہانہ سے زیادہ نہیں ہے، کیا جو ایسی جگہ دفن ہو اسے وہاں سے نکال کر دریا میں پھینکا جاتا ہے؟ پھر مقام تدفین کو کس نے وقف کیا تھا؟ کن شرائط سے کیا تھا؟ کیا علما و مشائخ وقت اور آلِ شیخ اس مسئلے سے بے خبر تھے اور ایک وزیر کو یہ مسئلہ معلوم تھا؟ حق یہ ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مخالف نے آپ کی مقبولیت سے جل کر یہ شوشہ چھوڑا، کشف قبور رکھنے والے ان گنت بزرگانِ دین آپ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے ہیں تو پھر ان کور باطنوں کی کون سنتا ہے۔

مہ فشاند نور و سگ عوعو کند ہر کسے بر خلقتِ خود می تند

(چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کتا بھونکتا ہے۔ ہر ایک اپنی فطرت ظاہر کر کے اتراتا ہے)

یہ سب کچھ لکھنے کے بعد حافظ مبشر صاحب نے کتاب قلائد الجواہر پر اس واقعہ کی صحت تسلیم کرنے کا الزام لگایا ہے، ہم نے قلائد الجواہر کی خوب ورق گردانی کی مگر حافظ صاحب کی تصدیق سے کتاب کو محروم پایا، ماہنامہ محدث کو ایسے جھوٹ مبارک ہوں۔

اس کے بعد مضمون نگار نے مزار مبارک پر لکھے ہوئے سیدنا بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۸ھ-۷۹۱ھ) کے دو شعر نقل کیے ہیں، جنہیں اس نے اندھے عقیدت مند کے شرکیہ شعر قرار دیا ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔ حافظ مبشر صاحب نے دوسرے شعر کا آخری مصرعہ بھی غلط لکھا ہے۔ صحیح اشعار درج ذیل ہیں!

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

ان کا معنی یہ ہے کہ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقتِ ولایت میں موجود دونوں جہانوں اور تمام انسانوں کے سید و سردار ہیں، سورج، چاند، عرش، کرسی، اور قلم پر نور اعظم سیدنا جیلانی علیہ الرحمہ کے دل کی آنکھ کی نورانی شعاعیں پہنچ رہی ہیں۔ مگر بارگاہ اولیا کے گستاخوں میں سخن فہمی کیوں کر آئے؟ سیدھی سی بات ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں خیر البریہ تھے۔

دوسرے شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج، چاند، عرش، کرسی اور لوح و قلم

کے حقائق علمیہ نور اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے منور دل میں جمع ہیں، آیات آفاقی کا جلوہ فی انفسہم میں جلوہ گر ہے، حافظ مبشر صاحب نے شرک کا فتویٰ تو جڑ دیا مگر شرک کا فتویٰ تو ثبوت مانگتا ہے، حافظ صاحب یہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہود کو بھی ایک وقت فرمایا تھا کہ انی فضلتکم علی العلمین (سورۂ بقرہ۔ آیت ۴۷) ہر دو عالم ہی نہیں بلکہ عالمین (بشمول اولادِ آدم) کی شاہی و سروری اس وقت یہود کے پاس تھی، کیا یہ شرک تھا؟

اس کے بعد حافظ مبشر صاحب اپنا تیسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ شیخ اپنے عراق، اپنے بغداد بلکہ اپنے مزار تک کو نہ بچاسکا تو پھر اہل سنت کی مدد کیسے کرسکتا ہے؟ یہاں غیر مسلموں کا بھی ایک مزید اعتراض پیش کرتا چلوں کہ اگر اسلام سچا مذہب ہے تو فلسطین، افغانستان، کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں پر ظلم کیوں ہو رہا ہے، بلکہ مسجدیں (اللہ کے گھر) شہید ہو رہی ہیں، تو جس مذہب کا خدا نہ اپنے ماننے والوں کو بچاسکا اور نہ اپنے گھروں کو بچاسکا تو ایسا مذہب اپنانے کی کیا ضرورت ہے؟ وہابیوں نے یہ اعتراض غیر مسلموں سے لیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی حکمت یا مصلحت کے سبب مدد نہ کرنا اور بات ہے، مگر مدد نہ کرسکنا اور بات ہے۔ طاقت و قدرت نہ رکھنا اور بات ہے مگر طاقت و قدرت ظاہر نہ کرنا اور بات ہے۔ انبیا و اولیا اپنی طاقت اور قدرت کا استعمال اللہ تعالیٰ کے اذن واجازت کے بغیر نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کہیں تو اپنے بندوں کی عزم و ہمت اور صبر و استقلال کا امتحان لیتا ہے، کہیں اپنے بندوں کی بدعملی کی سزا دیتا ہے، اللہ کے پیاروں کی قدرت جو انہیں ان کے رب نے عطا فرمائی ہے، رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے، نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ۔ روزہ دار کے پاس کھانا پانی بھی ہوتا ہے اور کھانے پینے کی طاقت بھی ہوتی ہے مگر اس طاقت کے استعمال کا اذن نہیں ہوتا، اجازت نہیں ہوتی، زنا سے بچنے والے کو جماع کے قابل نہ سمجھنا جہالت و حماقت ہے، عدم اظہار قدرت کو عدم قدرت قرار دینا حافظ مبشر صاحب کا ہی کارنامہ ہے، طائف کا دن تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے احد سے بھی سخت تھا، پتھروں سے لہولہان ہوئے، تکلیف سے بیٹھ جاتے تو ظالم پھر کھڑا کر کے پتھر مارتے اور تمسخر اڑاتے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا ورنہ ملائکہ تو ان کو تباہ کرنے کے لیے حاضر خدمت تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کے منتظر تھے، مگر نائب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

خداداد طاقت کو استعمال نہ فرمایا۔

مخالف آخر میں حضور غوث پاک کی سکھائی ہوئی نمازِ حاجت (دو رکعت) کا ذکر کرتا ہے، جس کے بعد گیارہ بار شیخ کا نام ذکر کرنا ہے اور اپنی حاجت ذکر کرنی ہے، مخالف اس بات کو جھوٹ قرار دیتا ہے، حالانکہ یہ بات ''یقال'' کے الفاظ کے ساتھ نہیں بلکہ معتبر سند کے ساتھ کتاب ''بہجۃ الاسرار'' میں موجود ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار اور زبدۃ الآثار میں اس روایت کو قبول کیا ہے، ملا علی قاری نے ''نزہۃ الخاطر الفاتر'' میں یہ روایت قبول کی ہے، امام جلال الدین سیوطی نے کتاب ''الرحمۃ فی الطب و الحکمۃ'' (عربی) مطبوعہ، بیروت (لبنان) میں قضائے حاجات کی ایک ترکیب میں ''یا سیدی عبدالقادر'' دس بار پکارنے کی تعلیم دی ہے۔ لیکن کتب خانہ شانِ اسلام، اردو بازار لاہور نے عبدالہادی مترجم کا جو اسی کتاب کا ترجمہ ''مجربات امام سیوطی'' کے نام سے شائع کیا ہے اس میں ''یا سیدی عبدالقادر'' کے الفاظ کی پوری تعلیم غائب ہے۔ والی اللہ المشتکی۔ حافظ مبشر اگر مذکورہ اکابر کی تکذیب کرنا چاہے تو اس کی قسمت ہے، تاہم اسے معلوم ہو کہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''ہمعات'' کے ہمہ نمبر ۱۱ میں واضح کیا ہے کہ غوث پاک کی روح مبارک تعلق داروں کو اب بھی فیض دے رہی ہے، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی کتاب ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں بھی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ کا وظیفہ درج تھا مگر مہربانوں نے وہ بھی نکال دیا، تاہم شاہ اسماعیل دہلوی نے کتاب ''صراط مستقیم'' میں اور مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے فتاویٰ نذیریہ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ''غوث اعظم'' قرار دیا ہے، یعنی اولیائے کرام میں سب سے بڑا فریادرس۔ تاہم یہ وہ فریادرس ہیں جو اللہ کے اذن واجازت کے بغیر فریادرسی نہیں کرتے، یہ بندوں کی ایک پوری جماعت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ان للّٰہ عباداختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائنھم (جامع صغیر سیوطی) بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنھیں اللہ نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے خاص کیا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں۔ ماہنامہ محدث لاہور اور ان کی جماعت ان اکابر کے خلاف فتویٰ شرک جاری کرنے کی ہمت نہیں رکھتا جو سیدنا جیلانی کو غوث مانتے ہیں، بلکہ یہ فتویٰ جمہور امت کی تکفیر کے مترادف ہوگا۔

حافظ مبشر حسین لاہوری ☆

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عقیدہ و مسلک

اور ان کے عقیدت مندوں کی غلو کاریاں

پاس بھی نہیں ہے......!

یہاں ہم ایک اور دلخراش حقیقت کی بھی نشاندہی کرنا چاہیں گے کہ شیخ جیلانی جن کے بارے میں یہ جھوٹے دعوے کیے جاتے ہیں کہ وہ زندگی ہی میں نہیں بلکہ وفات کے بعد بھی اپنے مریدوں کی دستگیری فرماتے اور دنیا سے مصائب و آفات رفع کرتے ہیں، کی اپنی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی وفات کے چند ہی سال بعد ناصر الدین کے وزیر ابوالمظفر جلال الدین عبداللہ بن یونس بغدادی نے آپ کے مکان (روضہ) کو مسمار کر کے آپ کی اولاد کو در بدر کردیا حتیٰ کہ آپ کی قبر تک کھود ڈالی اور آپ کی ہڈیاں دریائے دجلہ کی لہروں میں پھینک دیں اور کہا کہ "یہ وقف کی زمین ہے، اس میں کسی کا بھی دفن کیا جانا جائز نہیں۔"

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شذرات الذہب (۴/۳۱۴،۳۱۳)، النجوم الزاہرة (۶/۱۴۲) الذیل علی الروضتین لابی شامہ (ص ۱۲) خود شیخ کے عقیدت مندوں نے بھی اس واقعہ کو نقل کر کے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے: قلائد الجواہر (ص ۲۶۰) اور غوث الثقلین (ص ۲۰۳)۔

اس واقعہ سے چند اہم باتیں معلوم ہوئیں:

(1) ایک تو یہ کہ شیخ جیلانیؒ کو کائنات میں تصرف کی قدرت نہیں تھی۔ ورنہ آپ اپنی قبر اور لاش کی اس طرح بے حرمتی کو برداشت نہ کرتے ہوئے بروقت اس کا انسداد کرتے۔

(2) آپ قبر میں زندہ نہیں تھے۔

(3) آپ کی بوسیدہ ہڈیاں دریائے دجلہ میں بہادی گئیں، اس لئے اب بغداد میں آپ کے نام کا جو مزار ہے وہ محض فرضی قبر ہے۔

لیکن افسوس ان اندھے عقیدت مندوں پر جنہوں نے اس سے نصیحت حاصل کرنے کے برعکس شیخ کی قبر پر آج بھی یہ شرکیہ شعر رقم کر رکھے ہیں کہ

بادو شاہی ہار دو عالم شیخ عبد القادر ہست
سرور اولاد آدم شیخ عبد القادر ہست
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
زیر پائی شیخ عبد القادر ہست

"دونوں جہانوں کے بادشاہ شیخ عبد القادر ہیں، بنی آدم کے سردار شیخ عبد القادر ہیں، شمس وقمر، عرش، کرسی اور قلم (یہ سب) شیخ عبد القادر کے پاؤں تلے ہیں"۔ نعوذ باللّٰہ من ذالک

علاوہ ازیں اگر شیخ جیلانی واقعی غوث تھے تو پھر انہوں نے سقوطِ بغداد کے موقع پر امریکی فوج کے خلاف مظلوم عراقی مسلمانوں کی مدد کیوں نہ کی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی بمباری سے شیخ خود اپنے فرضی مزار کو بھی نہ بچا سکے تو پھر آپ دوسروں کی مدد کے لئے کیسے آسکتے ہیں؟

❷ یا عبد القادر شیئا للہ اور صلاۃِ غوثیہ کی حقیقت

یہاں اس غلط فہمی کو دور کرنا بھی ضروری ہے جو بعض عقیدت مندوں نے پیدا کر رکھی ہے کہ خود شیخ جیلانی نے یہ تعلیم دی تھی کہ مشکلات کے وقت مجھے پکارا کرو میں زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی تا قیامت تمہاری سنتا اور مدد کرتا رہوں گا۔ اس سلسلہ میں آپ کی طرف جو جھوٹی باتیں منسوب کی جاتی ہیں، ان میں سے بطورِ نمونہ ایک جھوٹ ملاحظہ فرمائیں:

"شیخ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا اور جو کوئی میرے توسل سے خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو خدا تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔ جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص یعنی 'قل ھو اللہ احد' پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور مجھ پر بھی سلام بھیجے اور اس وقت اپنی حاجت کا نام بھی لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ دس پانچ قدم جانب مشرق میرے مزار کی طرف چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو بیان کرے اور بعض کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دو شعروں کو بھی پڑھے:

(ترجمہ اشعار: "کیا مجھ کو کچھ تنگدستی پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔ بھیڑ کے محافظ پر خصوصاً جبکہ وہ میرا مددگار ہو، ننگ وناموس کی بات ہے کہ بیابان میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔)" (قلائد الجواہر، مترجم: ص۱۹۲)، بهجة الأسرار میں ہے کہ

"پھر عراق (بغداد) کی سمت میرا نام لیتا ہوا گیارہ قدم چلے۔" (ص۱۰۲)

تراجم رجال القرنين

السادس والسابع

المعروف

بالذيل على الروضتين

تأليف

شهاب الدين عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم بن عثمان
المقدسي الدمشقي الشافعي
المعروف بأبي شامة
المتوفى سنة ٦٦٥هـ

وضع حواشيه وعلق عليه
إبراهيم شمس الدين

٥

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الخلاطية. وكانت مجالس وعظه تمضي في الهزل والمجون قيل له يوماً ما تقول في أهل البيت؟ فقال: أعموني. وكان أعمش والسائل إنما سأل عن أهل بيت رسول الله ﷺ فأجاب عن أهل بيت نفسه، وقيل له بأي شيء تفرق بين المحق والمبطل؟ قال: بليمونة. أراد من تخضب يزول خضابه بليمونة، وكانت وفاته في شوال ودفن في الحلة، سمع أباه، وأبا القاسم بن الحصين، وابن السمرقندي وأبا الوقت وغيرهم.

[وفاة الوزير أبي المظفر الجيلي]

وفيها: توفي الوزير أبو المظفر عبد الله بن يونس بن أحمد الجيلي ولقبه جلال الدين[1] كان في بدء أمره أحد العدول ببغداد، ثم خدم في ديوان الأبنية. ولما مات أبوه يونس توكل لأم الخليفة، ثم ولي صاحب ديوان ثم استوزره الخليفة وبعثه إلى طغريل فكسر على ما ذكر وعاد إلى بغداد فولاه الخليفة الديوان والمخزن، ثم ولاه أستاذ دار ثم عزله. وكان قد قرأ القرآن على صدقة بن الحداد وغيره، وتفقه على أبي حكيم النهرواني، وسمع أبا الوقت وغيره. ولما سافر إلى همذان سمع من أبي العلا الحافظ الهمذاني وكان فاضلاً في الأصولين، والحساب، والهندسة. وله تصنيف في الأصول غير أنه شان فضله بمقاصده السيئة، ورأيه الفاسد، وحقده وحسده، ولجاجه وكسر عسكر الخليفة بلجاجه ومخالفته للأمراء وكونه استعجل على لقاء طغريل، وأخرب بيت الشيخ عبد القادر وشتت أولاده ويقال إنه بعث في الليل من نبش الشيخ عبد القادر ورمى عظامه في اللجة، وقال هذا وقف ما يحل أن يدفن فيه أحد. ولما اعتقله الخليفة كتب فتوى بأنه كان سبب هزيمة عسكر الخليفة. وذكروا أشياء أخر فأفتوا بإباحة دمه. فسلم إلى أحمد ابن الوزير ابن القصاب فبقي في داره. فلما مات ابن القصاب اعتقل في التاج وأخرج في سابع عشر صفر ميتاً ودفن بالسرداب.

وأما صدقة بن الحداد الذي قرأ عليه ابن يونس القرآن فهو صدقة بن الحسين بن الحسن أبو الفتح الناسخ الحنبلي يعرف بابن الحداد حفظ القرآن، وتفقه، وأفتى وناظر لكنه قرأ الشفاء لابن سينا، وكتب الفلاسفة فغير اعتقاده. وكان يبدر من فلتات لسانه ما يدل على سوء عقيدته، وتارة يشفق من حبس ابن

---

(١) انظر ترجمته في شذرات الذهب ٤/ ٣١٣ ـ ٣١٤، واسمه في الشذرات: جلال الدين عبد الله بن يونس بن مسعود بن أحمد بن عبيد الله بن هبة الله البغدادي الأزجي الفقيه الحنبلي الفرضي الأصولي المتكلم، وزير الخليفة الناصر.